الحسنی والامتنان بأن الصحابة کلهم من أهل الجنان

--المعروف--

ہر صحابی نبی جنتی جنتی

ازقلم

غلام حسین القادری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	الحسنى والامتنان بأن الصحابة كلهم من أهل الجنان
	:	ہر صحابی نبی جنتی جنتی
تصنیف	:	غلام حسین القادری
صفحات	:	56
انٹرنیٹ اشاعت	:	رمضان 1442ھ /مارچ 2021ء
	:	
ناشر	:	

فہرست

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی آل کی محبت اہلِ سنت کے بچے بچے کی گھٹی میں ہوتی ہے۔ مولائے کائنات، سیدۂ کائنات، حسنین کریمین، سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر خیر سن سن کر ہمارے بچوں کی پرورش ہوتی ہے۔

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شجاعت، سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاء، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات و قربانی بچپن سے ہی کانوں میں گونجتی رہتی ہیں۔ اہلِ سنت کے ہر فرد کے دل میں عشقِ اہلِ بیت موجزن ہوتا ہے۔

سادات کرام کی محبت و عقیدت، ان کی خدمت، ان کی زیارت ان کی دست بوسی اہلِ سنت کی امتیازی نشانیاں ہیں۔

یونہی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ذکر خیر، ان کی تعظیم و تکریم، ان کی قربانیاں، بالخصوص خلفائے راشدین کے ایام میں بیانات محفلیں معمولات اہلِ سنت میں سے ہے۔

اہلِ سنت محبتِ اہلِ بیت اطہار سے بھی سرشار رہتے ہیں تو تعظیمِ صحابہ کرام کے بھی پیکر ہوتے ہیں۔

لیکن افسوس ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا کہ کچھ مفاد پرست لوگ اہلِ سنت پر اپنے کرتوتوں کو چھپانے، ان پر پردہ ڈالنے کے لیے ناصبیت کی تہمتیں لگاتے آئے ہیں، ان کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ محبت اہلِ بیت کی آڑ میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان پر کبھی طعن کرتے ہیں تو کبھی ان کی محبت و عظمت کو دل سے کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس پر کچھ حوالے ہم نے اپنی کتاب "**الصوارم الحیدریہ علی منحر طاعن**

معاویہ'' میں ذکر کیے ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے ظہور فیضی کا پول کھولا ہے کہ اس نے کیسی کیسی خیانتیں کی ہیں، اور کس طرح اہل سنت کو ناصبی بنانے کی مشین لگائی ہے۔ اس کے ناصبیت کے فتاوی سے عام علما تو ایک طرف رہے صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی محفوظ نہ رہے۔ پورے پورے لشکر اور شہروں پر اس نے ناصبیت کا فتوی لگایا ہے۔

خدا شاد و آباد رکھے امیر دعوت اسلامی قبلہ الیاس قادری صاحب دامت فیوضہم کو ، اللہ کریم ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ نے جہاں محبت اہل بیت کے جامِ شیریں اپنے مریدوں اور چاہنے والوں کو پلائے ہیں، وہیں محبت صحابہ کرام سے بھی اپنے متعلقین، مریدین کو سرشار کیا ہے۔

سیدنا مولائے کائنات، حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت سیدہ خدیجہ، حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین، سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہم کے ایام دھوم دھام سے منانا، جلوس نکالنا، نعرے لگوانا عام کیا، ان کی سیرت کے اہم پہلو بچوں تک کو یاد کروائے، ان کی فاتحہ کی ترغیب دلا کر شعارِ اہلِ سنت کو اجاگر کیا۔

یونہی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایام کی بھی خوب دھوم ڈالی ہوئی ہے۔ بالخصوص سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ جن پر طعن گمراہوں، بد نصیبوں کا طریقہ ہے، ان کی عظمت کے ڈنکے بجائے اور دلوں میں ان کی محبت پیدا کی۔ تعلیمات اعلی حضرت امام اہلِ سنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو عام کیا۔

کچھ عرصہ قبل آپ نے ایک نعرہ ''ہر صحابی نبی جنتی جنتی'' کا نعرہ اہلِ سنت کو دیا، اور کچھ مخصوص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے بھی جنتی جنتی کے نعرے لگوائے۔

اس پر کئی ایک مولوی صاحبان تکلیف سے بلبلا اٹھے، بالخصوص دو صاحبان کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی، ایک پنڈی کے مشہور مولوی حنیف قریشی کو، اور دوسرے سکھر کے چمن زمان صاحب کو، اول الذکر نے اپنی ایک تقریر میں نعرے میں شبہ کرنے والے کو بھی رافضی قرار دیا لیکن نعرے لگانے والوں کی نیت پر بھی شک کیا اور تہمتیں باندھیں۔ جب کہ ثانی الذکر ان نعروں کو اہلِ سنت کے نعرے ہی قرار نہیں دیتے۔ اور اس پر موصوف نے ایک رسالہ لکھ ڈالا۔

موصوف نے دعوی کیا کہ نہ تو ہر صحابیِ نبی کا عمومی نعرہ ثابت ہے، اور نہ ہی بالتعیین کسی صحابی کے جنتی ہونے کا نعرہ لگا سکتے ہیں، سوائے ان کے جن کے جنتی ہونے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بشارت دی ہے۔

پہلا دعوی جسے انہوں نے مؤخر کیا ہے اس پر تو موصوف کا کہنا ہے کہ یہ نعرہ سو ڈیڑھ سو سال سے پہلے ملتا ہی نہیں، اگر ملتا ہے تو ابن حزم ظاہری کا قول ہے۔

اور دوسرے دعوے پر موصوف نے اولا یہ لکھا کہ وہ باب نقل میں داخل ہو رہے ہیں باب استدلال میں نہیں، پھر موصوف نے اس حوالے سے دو غلطیاں کیں

اوّلا: جگہ بہ جگہ استدلالات فاسدہ سے کام لیتے رہے۔

ثانیا: اگر موصوف صرف نصوص ائمہ ہی نقل کرنا چاہتے تھے تو ہر اہل علم پر ظاہر ہے کہ نقل کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ آپ نے اپنا جو مؤقف مقرر کر لیا ہے، اس پر نصوص نقل کرتے چلے جائیں اور دیگر اقوال سے صرفِ نظر کر لیں، اگر چمن صاحب کے علم میں یہ نصوص تھی ہی نہیں تو جداگانہ بات ہے۔ اور اگر علم میں تھیں اور انہوں نے قصداً ان کو ذکر نہیں کیا تو پھر امانت علمی کا حق انہوں نے ادا نہیں کیا۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ جب کسی مسئلے میں یا نظریے میں مختلف اقوال ہوں اور ان اقوال میں تطبیق دی جانی ممکن ہو تو تطبیق دی جاتی ہے ورنہ راجح قول کو لیا جاتا ہے۔

اس عالم ظاہر میں کسی کے لیے جنت کی شہادت دی جا سکتی ہے یا نہیں، اس بارے میں کتب کے تتبع سے چھ طرح کے قول سامنے آتے ہیں:۔

(۱) صرف انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ہی جنت کی شہادت دی جا سکتی ہے۔ یہ حضرت سیدنا محمد بن حنفیہ اور امام ازاعی رحمہما اللہ تعالی کا قول ہے۔

(۲) انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ عشرہ مبشرہ کے لیے جنتی ہونے کا قول کیا جائے گا۔

(۳) عشرۂ مبشرہ کے علاوہ بھی جن کے لیے جنت کی بشارت خود نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دی ان کو بھی جنتی کہا جا سکتا ہے۔

(۴) تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو قطعی جنتی کہا جائے گا۔ یہ قول ابن حزم

ظاہری نے کیا ہے اور اس کے حوالے سے کئی ایک محدثین نے اس کو ذکر کیا ہے۔

(۵) تمام کے تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان جنتی ہیں، اور ان میں سے عشرۂ مبشرہ، سیدہ فاطمہ، حسنین کریمین، تمام ازواج مطہرات، سیدنا حمزہ، اصحاب بدر، اصحاب احد، اصحاب بیعت رضوان وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم قطعی جنتی ہیں۔ یہی قول جمہور ائمۂ اہلسنت نے کیا ہے۔

(٦) ہر وہ سنی مسلمان جس کے وصال کے بعد صالحین اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں، اس کو بھی جنتی کہا جاسکتا ہے۔ جیسا سیدنا اویس قرنی، سیدنا حسن بصری، ائمہ اربعہ، سیدنا غوث اعظم، حضور سیدنا داتا صاحب، خواجہ غریب نواز جیسی ہستیاں۔

ہم نے یہ تمام اقوال اپنے اس رسالے میں ذکر کیے ہیں اور تمام پر نصوص ائمہ ذکر کی ہیں اور ان میں جن اقوال میں تطبیق ممکن تھی اسے بھی ذکر کیا ہے۔

چمن زمان صاحب کے بنیادی اشکال کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان اول امر میں جنتی ہیں یا انجام کار کے اعتبار سے اس کا بھی ہم نے ائمہ کی نصوص سے جواب ذکر کیا ہے۔

اور انفاق و قتال فی سبیل کی قید کا جواب بھی عرض کیا ہے۔

موصوف چمن زمان صاحب نے قبلہ سید مظفر شاہ صاحب حفظہ اللہ تعالی کی تقریر پر تبصرہ لکھا ہے۔ اور شاہ صاحب کی تقریر کا رد کیا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ چمن صاحب نے ابتداء میں تو محبت اہل بیت کا دعوی کیا اور شاہ صاحب کے سخت الفاظ کے لیے شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا اقتباس بھی ذکر کیا، لیکن اس کے بعد کئی مقامات پر اپنے دل کی بھڑاس نکالی اور دورانِ تقریر ہونے والی شاہ صاحب کی اعرابی غلطیوں کے درپے ہو گئے، حالانکہ اس کی کوئی حاجت نہیں تھی، اگر آپ نے کوئی مؤقف اپنا بنالیا ہے (جو ہے بھی غلط) اور شاہ صاحب اس کے برخلاف مؤقف بیان کر رہے تھے تو آپ فقط اپنا مؤقف بیان کرتے اور اس پر دلائل ذکر کرتے لیکن آپ کسی اور سمت نکل گئے ایسی غلطیاں تو عام سنی عالم کی بلا ضرورت شرعی ظاہر نہیں کرنی چاہیے، اور یہاں تو معاملہ اہل بیت کا ہے۔ یا آپ ہی کے الفاظ میں کیا آپ

مخصوص اہل بیت سے ہی محبت رکھتے ہیں؟

رسالہ لکھنے کا مقصد احقاقِ حق وابطالِ باطل ہے، کسی صحیح العقیدہ سنی کی تذلیل مقصود نہیں، چمن صاحب کو دعوتِ حق دیتے ہیں۔ یہاں یہ بتاتا چلوں ان کے حالیہ معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں، مجھے ان کا یہ رسالہ سوشل میڈیا کے ذریعے جگہ جگہ سے موصول ہوا۔ جب پڑھا تو حق کے برخلاف پایا اور عوامِ اہل سنت کے لیے گمراہ کن پایا، اس لیے قلم اٹھانا ضروری ہوا۔

اللہ کریم، سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ زہرا طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پیارے پیارے بابا جان، امت کے نگہبان اور ان پر مہربان نبی محترم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

فقیر صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ تعالی عنہم

غلام حسین القادری عفاعنہ الباری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ رب العلمین و الصلاۃ و السلام علی سید الأنبیاء و المرسلین
و علی آلہ و صحبہ أجمیعن

دنیا میں کسی کو جنتی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں علما کے مختلف اقوال ہیں:

حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے اس بارے میں تین قول لکھے ہیں، لیکن غور و فکر کے بعد مزید اقوال بھی مل جاتے ہیں۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ائمۂ اہلِ سنت کا موقف ان کی عبارات سے واضح ہے **کہ تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان جنتی ہیں، ان میں سے عشرۂ مبشرہ، سیدۂ کائنات سیدہ فاطمہ زہرا، حسنین کریمین، تمام ازواج مطہرات، سیدنا حمزہ، جمیع اصحابِ بدر، اصحاب احد اور اصحاب بیعتِ رضوان، قطعی جنتی ہیں۔**

ہم بالترتیب وہ اقوال یہاں ذکر کرتے ہیں جو کسی کو بھی جنتی کہنے کے بارے میں کتبِ ائمہ میں مذکور ہیں:

القول الأول:

صرف انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے جنتی ہونے کی شہادت دی جاسکتی ہے۔ باقی کسی کی نہیں یہ حضرت سیدنا محمد بن حنفیہ اور امام اوزاعی رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے۔ اس قول کے حوالے سے حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

”هذا أمر قطعي لا نزاع فيه“

یہ ایک ایسا امر قطعی ہے جس میں کوئی نزاع نہیں۔[1]

منذر الثوری کہتے ہیں:

كنت عند محمد ابن الحنفية فسمعته يقول: ما أشهد على أحد بالنجاة ولا أنه من أهل الجنة بعد رسول

(1)۔۔:((شرح الفقہ الاکبر ۳۱۲))

الله - صلى الله تعالى عليه وآله وسلم - ولا على أبي الذي ولدني. قال: فنظر القوم إليه. قال: من كان في الناس مثل علي، سبق له كذا سبق له كذا؟

میں محمد بن حنفیہ کے پاس تھا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں کسی کی نجات بارے میں یا اس کے جنتی ہونے کے بارے میں گواہی نہیں دیتا نہ اپنے والد محترم (سیدنا مولا مشکل علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ) کے بارے میں جن کی میں اولاد ہوں، راوی کہتے ہیں: لوگ آپ کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: لوگوں میں کون حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی مثل ہے جن کو فلاں فلاں معاملے میں سبقت حاصل ہے؟ [1]

امید ہے چمن صاحب اگر نقل کو کافی سمجھتے ہیں تو اس قول کو بھی تفضیلیہ یا مائلین تفضیل کے سامنے بیان کریں گے۔

القول الثاني:

انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ عشرۂ مبشرہ کے لیے جنت کی شہادت دی جا سکتی ہے۔

علامہ ابو القاسم ہبۃ اللہ اللالکائی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

قال سفيان: لا تشهد لأحد بجنة ولا نار إلا للعشرة الذين شهد لهم رسول الله، وكلهم من قريش. انتهى

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے (شعیب بن حرب سے) فرمایا: کسی کے لیے بھی جنتی یا جہنمی ہونے کی شہادت نہ دے سوائے ان دس افراد کے جن کے جنتی ہونے کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دی اور وہ تمام قریش سے ہیں۔ [2]

(1)۔۔:((الطبقات الکبری جلد ۵ صفحہ ۶۹))

(2)۔۔:((شرح أصول اعتقاد أهل السنة جلد ١ صفحه ١٧٠))

اسی طرح شرح السنۃ للبربہاری میں ہے:

والسنة أن تشهد العشرة الذين شهد لهم رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالجنة أنهم في الجنة لا شك.

اور سنت یہ ہے تو ان دس افراد کے لیے جنت کی شہادت دے جن کے لیے جنت کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دی اور اس میں کوئی شک نہیں۔[1]

اگر فقط ایک ہی قول کو نقل کرنا کافی ہے تو چمن زمان صاحب کے مطابق اہل بیت اطہار کے افراد مبشرین بالجنۃ کے لیے بھی گواہی نہیں دی جا سکے گی۔ کیا چمن صاحب اس کو بیان کرنے کی ہمت رکھتے ہیں؟

القول الثالث:

عشرۂ مبشرہ کے علاوہ بھی ہر اس ہستی کے لیے گواہی دی جاسکتی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جنتی ہونے کا ارشاد فرمایا ہو جیسے حسنین کریمین، سیدۂ کائنات، سیدنا جعفر، تمام ازواج مطہرات، سیدنا حمزہ، اصحاب بدر واحد حدیبیہ وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

”وأجمعوا على أنه لا يقطع على أحد من عصاة أهل القبلة في غير البدع بالنار، ولا على أحد من أهل الطاعة بالجنة إلا من قطع عليه رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بذلك.“

اور اس پر اجماع ہے کہ غیر مبتدع، گنہگار مسلمان کے جہنمی ہونے پر قطعیت اختیار نہیں کی جائے گی، اور نہ ہی نیک لوگوں میں سے کسی کے جنتی ہونے پر قطعیت اختیار کی جائے گی سوائے ان لوگوں کے

(1)۔۔:((شرح السنة ص ١٣١))

جن کے قطعی جنتی یا جہنمی ہونے کو نبی محترم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔[1]

حافظ ابن بطہ لکھتے ہیں :

”یذکر أن من أصول السنة في العقیدة أن یشهد للعشرة بالجنة بلا شك ولا استثناء ویشهد لکل من شهد له النبي صلی الله تعالی علیه وآله وسلم.“

عقیدہ میں اصول سنت سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ صرف عشرہ مبشرہ کے لیے بلاشک وبلا استثناء جنت کی شہادت دی جائے گی اور ہر اس شخص کے لیے جس کے لیے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے شہادت دی۔[2]

قوام السنۃ ابو القاسم الاصبہانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

”ومن مذهب أهل السنة أنهم لا یشهدون علی أحد من أهل القبلة بالنار وإن مات علی کبیرة من الکبائر، ولا یشهدون لأحد أنه في الجنة إلا لمن شهد له النبي صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ونرجو لأهل القبلة الجنة ونرغب في شهود جنازته وعیادته.“

مذہب اہل سنت میں سے یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی کے جہنمی ہونے کی شہادت نہیں دیتے اگرچہ وہ کبائر میں سے کسی کبیر گناہ پر مرا ہو اور نہ ہی وہ کسی کے لیے جنت کی شہادت دیتے ہیں مگر ان کے لیے جن کے لیے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی شہادت ارشاد فرمائی، اور ہم اہل قبلہ کے لیے جنت کی امید رکھتے ہیں اور ان

(1)۔۔:((رسالة إلی أهل الثغر ص ١٥٨))

(2)۔۔:((الشرح والابانۃ ص ٢٦١۔٢٦٢))

کے جنازے میں شرکت اور عیادت کرنے میں رغبت رکھتے ہیں۔[1]

امام ابن ابی زمنین رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

”لا يقطع لأحد من المسلمين بجنة أو نار إلا من شهد له الرسول أنه من أهل الجنة أو شهد عليه أنه من أهل النار.“

مسلمانوں میں کسی کے بارے میں جنتی یا جہنمی ہونے پر قطعیت اختیار نہیں کی جائے گی سوائے ان افراد کے جن کے جنتی یا جہنمی ہونے کی شہادت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دی۔[2]

امام ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

ولا نجزم لأحد من أهل القبلة بجنة ولا نار، إلا من جزم له الرسول -صلى الله تعالى عليه وآله وسلم- لكنا نرجو للمحسن، ونخاف على المسيء.

ہم اہل قبلہ میں کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے پر جزم اختیار نہیں کرسکتے، سوائے ان افراد کے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جزم فرمایا، ہاں ہم نیک کے لیے امید اور گنہگار پر خوف کریں گے۔[3]

اس قول کا محمل ہم پانچویں قول کے بعد بیان کریں گے۔

القول الرابع:

تمام کے تمام صحابہ قطعی جنتی ہیں۔ یہ قول اگرچہ کہ ابن حزم ظاہری کی طرف اولا منسوب ہے۔ اور کئی محدثین نے اس قول کو بلاتردید نقل کیا ہے۔

---

(1)۔۔:((الحجۃ فی بیان المحجۃ لابی القاسم الاصبہانی جلد ۲ صفحہ ۲۶۹))

(2)۔۔:((ارشاد ذوی الفطن))

(3)۔۔:((لمعۃ الاعتقاد صفحہ ۱۴۴))

القول الخامس:

تمام کے تمام صحابہ جنتی ہیں، ان میں سے عشرہ مبشرہ، سیدۂ کائنات اور ان کی پاکیزہ بہنیں، ازواج مطہرات، حسنین کریمین، سیدنا حمزہ، اصحابِ بدر واحد واصحاب بیعت رضوان وغیرہ قطعی جنتی ہیں، اور باقی کے بارے میں قطعیت کا قول نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان کو مطلقا جنتی کہا جائے گا۔

اسی قول کو جمہور ائمہ نے اختیار کیا ہے اور تمام صحابہ کے جنتی ہونے کی صراحت کی ہے اور ان میں سے متعدد نے اوپر مذکور ذوات قدسیہ کے لیے قطعی جنتی اور باقی کے لیے فقط جنتی ہونے کی صراحت کی ہے۔

ہر صحابی نبی جنتی جنتی یہ نعرہ کس نے لگایا؟

چمن صاحب کے بقول یہ نعرہ سوڈیڑھ سو سال کی ایجاد ہے، اول تو ہم یہ جان لیں کہ بالفرض اگر یہ سوڈیڑھ سو سال پرانا نعرہ ہے تو اس عرصہ میں اس نعرے کو لگانے والے کون ہیں؟ چرخِ اہل سنت کے جن روشن ستاروں نے تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے جنتی ہونے کی صراحت کی ہے کیا ان میں سے کوئی ایسا نہیں جسے یہ معلوم ہوتا کہ " ہر صحابی کے جنتی ہونے کا قول نہیں کیا جاسکتا"؟ کیا ان میں سے کوئی بھی پیروی کے لائق نہیں؟

ملاحظہ فرمائیں کن اکابر ائمہ اہل سنت نے اس اس نظریے کو بیان کیا ہے:۔

(۱) خلیفۂ اعلی حضرت صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

> کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قطب مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا، **تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم جنتی ہیں**، روز محشر فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔(1)

(۲) حضرت علامہ مفتی غلام دستگیر ہاشمی قصوری علیہ الرحمہ متوفی 1315ھ آیت مبارکہ لا یستوی منکم۔۔۔الخ کے تحت لکھتے ہیں:

(1)۔۔:((کتاب العقائد ص 47، مکتبۃ المدینہ کراچی، سن اشاعت 2014ء))

رہا یہ کہ اس آیت سے جب پہلے صحابہ کا فضل پچھلے صحابہ پر ثابت ہو گیا تو اس قدر نقصانِ رتبہ سے جو بہ نسبت پہلوں کے پچھلوں کے لاحق ہوا پچھلے صحابہ کو گویا کہ ایک گونہ حسرت اور وحشت دامن گیر ہوئی، تو خدائے رؤف و رحیم نے یمن و برکت، صحبت و خدمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پچھلے صحابہ کے ملالِ خاطر کو فرمان " وکلا وعد اللہ الحسنی"(یعنی سب صحابہ کو وعدہ دیا ہے اللہ نے بہشت کا) سے رفع کر دیا۔ ہر چند پہلے صحابہ درجات میں پچھلوں سے بڑھ گئے، مگر منعم حقیقی نے اپنے احسان عظیم دونوں فریق کو جو ایک ہی طریق میں ہیں دخول بہشت میں شریک فرما دیا کیونکہ ان سب کا اخلاص اور نیک نیتی اور نیکوکاری پرہیز گاری عالم الغیب کے علم قدیم میں آچکی تھی۔۔۔ (1)

(۳) مرد حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

تمام صحابہ کرام متقی، عادل اور جنتی ہیں۔ (2)

(۴) مولفِ تفسیرِ نبوی حضرت مولانا نبی بخش حلوائی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

قرآن کریم نے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے صحابہ کرام کو جنتی قرار دیا ہے، خواہ یہ صحابہ مکی زندگی میں ایمان لائے، یا مدنی زندگی میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ فتح مکہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے یا بعد میں اسلام لائے تمام کے تمام جنتی ہیں۔ (3)

(۵) حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

جس طرح سارے نبی گناہ سے معصوم ویسے ہی سارے صحابہ فسق سے مامون و محفوظ ہیں، کیونکہ قرآن کریم میں ان سب کے عادل،

(1)۔۔:((رسائل محدث قصوری، جلد2، ص228، اکبر بک سیلرز لاہور))

(2)۔۔:((فضائل صحابہ و اہل بیت ص20، زاویہ پبلشرز لاہور، سن اشاعت 2009))

(3)۔۔:((النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ ص39، مکتبہ نبویہ لاہور، سن اشاعت 2000ء))

متقی، پرہیز گار ہونے کی گواہی دی ، **اور ان سے وعدہ فرمایا مغفرت و جنت کا۔**

آیت کریمہ و السبقون الاولون۔۔۔کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت میں تمام صحابہ کے متعلق تین چیزوں کا اعلان ہوا، اللہ ان سے راضی ہو چکا، وہ اللہ سے راضی ہو چکے، جنت اور وہاں کی نعمتیں ان کے لئے نامزد ہو چکیں۔[1]

(٦) فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

"وکلا وعد اللہ الحسنی **"اللہ تعالی نے سارے صحابہ سے بھلائی، یعنی جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔**[2]

(٧) مجدد اسلام حسانِ وقت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

"صحابہ کرام کے اظہار شرف کے لیے اتنی دلیل ہی کافی ہے، کہ اللہ تعالی نے متعدد آیات میں ان کی تعریف بیان فرمائی ہے اور ان سے راضی ہونے کا اعلان کیا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ تمام صحابہ کرام کو دیا ہے صرف چند افراد کو نہیں۔

کچھ آگے آیات قرآنیہ "لایستوی منکم ۔۔۔الخ اور ان الذین سبقت۔۔۔الخ کے تحت لکھتے ہیں :

پس ثابت ہوا کہ وہ سب اہل جنت میں ہیں ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا کیونکہ وہ سب پہلی آیت جس میں سب کے لیے بھلائی کا ثبوت ہے کے مصداق و مخاطب ہیں اور اس حسنٰی یعنی بھلائی کا معنی (دخول) جنت ہے۔[3]

---

(1)۔۔:((حضرت امیر معاویہ پر ایک نظر ص14، 25، نعیمی کتب خانہ لاہور))

(2)۔۔:((سیرت سیدنا امیر معاویہ مع اعتراضات کے جوابات ص10، مرکزی مجلس رضا))

(3)۔۔:((الاسالیب البدیعہ فی فضل صحابہ مترجم 74، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور))

(۸) حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرات! اس آیت کریمہ میں صحابہ کرام کی شان و برکت کا بیان ہے ، محبوب کبریا علیہ السلام کے اصحابِ کبار کی عظمت و مرتبہ کو بیان کرنے میں قرآن پاک کلامِ الہٰی وجد میں آگیا ہے خداوند قدوس کا فرمان ہے: "تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقات و خیرات دیے اور جہاد کیے ان کے برابر بعد میں خرچ کرنے والے نہیں ہو سکتے، وہ لوگ درجہ کے لحاظ سے بعد میں خرچ کرنے والوں سے اور جنگ و جہاد کرنے والوں سے زیادہ اچھے ہیں، اور ہر ایک کیلئے بہترین و بھلائی کا وعدہ ہے۔ "اس فرمان ذیشان سے تمام صحابہ کرام کو جنت کی بشارت ہے۔ "[1]

(۹) شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں جہاں سے صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین منفقین مقاتلین قبل فتح مکہ اور بعد فتح مکہ اور پھر دونوں فریق کے بارے میں فرمایا: "کلا وعد اللہ الحسنیٰ "سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا حسنٰی سے مراد جنت ہے۔[2]

(۱۰) صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

" تمام صحابہ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک نہ سنیں گے۔"[3]

(۱۱) شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

" تمام صحابہ کرام مومن، مخلص، سچے مسلمان اور جنتی ہیں، عادل

---

(1)۔۔:((انوار قمریہ، حصہ دوم، ص67، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کلفٹن کراچی))

(2)۔۔:((مجموعہ رسائل اشرفیہ، عقائد اسلام ص324 کرماں والا پبلیشرز کراچی، سن اشاعت 1996ء))

(3)۔۔:((بہار شریعت، حصہ اول، امامت کا بیان ص 254))

ہیں سب کی تعظیم و توقیر محبت و احترام مسلمانوں کے لیے واجب ہے۔"[1]

(۱۲)فاتح عیسائیت حضرت علامہ منظور احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام سب بلا استثناء جنتی ہیں "۔[2]

(۱۳)حضرت علامہ فیض احمد اویسی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں :

کیوں کہ یہ بات قطعی ہے کہ اللہ عزوجل نے ان اکابر سے مغفرت اور بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے ، اور حدیث میں فرمایا گیا کہ آگ ان کو نہیں چھوئے گی"۔[3]

(۱۴) مناظر اسلام مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ متوفی 1946ء "والسابقون الاولون۔۔۔الخ" آیت کے تحت لکھتے ہیں :

"اللہ تعالی نے ہر سہ گروہ صحابہ کا جنتی ہونا، اور ان کو پروانہ خوشنودی بارگاہ ایزدی سے عطا ہو جانا بیان فرمادیا ہے"۔[4]

(۱۵) شیخ الحدیث علامہ قاضی عبد الرزاق بھترالوی علیہ الرحمہ " سورہ حدید کی آیت 10 "لایستوی منکم۔۔۔الخ کے تحت لکھتے ہیں :

(الحسنی) کا معنی جنت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا ہے ، اور حضرت عطا نے بھی یہی معنی لیا ہے (کمالین)راقم کے نزدیک اس پر اجماع امت ہے اس آیت کریمہ کے بعد بھی کوئی کہے گا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی علیحدہ مرفوع حدیث دکھاؤ، راقم نے تو قرآن پاک کی آیت کریمہ سے ثابت کر دکھایا ہے، کہ **"ہر صحابی جنتی ہے"۔**[5]

---

(1)۔۔:((شان صحابہ، ص24، مکتبہ رضوان لاہور))

(2)۔۔:((تفسیر نور القرآن جلد 11 ص30))

(3)۔۔:((امیر معاویہ پر اعتراضات کے جوابات ص 41، سیرانی کتب خانہ بہاولپور))

(4)۔۔:((آفتاب ھدایت رَدِّ رِفض بدعت ص42، ادارہ تحفظ عقائد اہل سنت پاکستان))

(5)۔۔:((نجوم التحقیق، ص78، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی))

(۱۶) "حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی پھپھوندوی علیہ الرحمہ "وکلا وعد اللہ الحسنی" کے تحت لکھتے ہیں :

"حالاں کہ نص مذکورہ بالا میں تمام صحابہ کرام سے وعدہ حسنٰی بعد علم تفصیلی ان کے اعمال کے فرمایا گیا"

کچھ صفحات آگے جا کر لکھتے ہیں:

"اور وعدہ حسنی سے مراد باتفاق مفسرین جنت ہے" [1]

(۱۷) قطب العارفین حضرت پیر سید قطب علی شاہ بخاری علیہ الرحمہ "والسبقون الاولون۔۔۔الخ کے تحت لکھتے ہیں :

"اس آیت میں پروردگار سب اصحاب کبار مہاجر و انصار کی نسبت اپنی رضامندی کو ظاہر فرماتا ہے، اور ان کی پیروی کرنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سناتا ہے ، **اب کون مسلمان ہے جو ان صحابہ کے بہشتی ہونے سے کچھ بھی ذرہ بدگمان ہو"۔** [2]

(۱۸) محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

تمام صحابہ کرام چونکہ ہدایت کے ستارے ہیں، لہذا اللہ تعالی نے سب کے لئے حسنٰی کا وعدہ فرمایا، قرآن مجید میں ہے "وکلا وعد اللہ الحسنی" اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ [3]

(۱۹) شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فتح مکہ سے پہلے والے صحابہ کی شان بعد والے صحابہ سے بہت بلند ہے، **معہذا کل اصحاب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنتی ہیں** ، اللہ تعالیٰ صحابہ سے راضی ہے۔ [4]

---

(1)۔۔:((بوارق الاعذاب لاعداء الاصحاب، ص139، 152، ورلڈ ویو پبلشرز لاہور))

(2)۔۔:((شوائظ البرقات ص13، دربار قطبیہ سندیلیانوالی شریف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ))

(3)۔۔:((سیدنا امیر معاویہ ص30 جمیعت اشاعت اہل سنت کراچی))

(4)۔۔:((انوار القرآن، ص59، جمیعت اشاعت اہل سنت کراچی))

(۲۰) رئیس العلماء حضرت علامہ غلام محمود ہزاروی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

آیت مذکورہ بالا (لا یستوی منکم) میں اگرچہ صحابہ کرام میں باہمی تفاضل کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن آخر میں فرمایا: "وکلا وعد اللہ الحسنٰی"۔ یعنی باوجود باہمی فرق مراتب کے اللہ نے حسنٰی یعنی جنت و مغفرت کا وعدہ سب ہی کے لئے کر لیا ہے، یہ وعدہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین کے ان دونوں طبقوں کے لیے ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے یا بعد میں اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کیا اور مخالفین اسلام کا مقابلہ کیا اس میں صحابہ کرام کی پوری جماعت شامل ہو جاتی ہے، کیونکہ ایسے افراد تو شاذ و نادر ہی ہو سکتے ہیں جنہوں نے مسلمان ہو جانے کے باوجود اللہ تعالی کے لیے کچھ خرچہ بھی نہ کیا ہو، اور مخالفین اسلام کے مقابلہ و مقاتلہ میں بھی شریک نہ ہوئے ہوں، اس لیے قرآن کریم کا یہ اعلان مغفرت و رحمت پوری جماعت صحابہ کرام کے لئے عام اور شامل ہے۔(1)

(۲۱) علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ "لایستوی منکم ۔۔۔الخ" کے تحت لکھتے ہیں :

پچھلے ٹکڑے "وکلا وعد اللہ الحسنی" سے اس کی مزید وضاحت ہو گئی کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین سے وعدہ حسنٰی یعنی جنت انعامات دنیوی ان کے ظاہر و باطن اعمالِ مقدم و موئخر سب کو جان کر رہے، اور اللہ تعالی ان کے تمام اعمال و افعال کو جو نزول آیت سے قبل یا بعد کو ہوں گے خوب جانتا ہے، اور اس کا وعدہ حسنٰی قطعی و محیط ہے۔(2)

---

(1)۔۔:((فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ص10 مرکزی مجلس رضا لاہور))

(2)۔۔:((تفسیر الحسنات، جلد6، ص430 ضیاء القرآن لاہور))

(۲۲) مولانا فیض احمد صاحب دربار عالیہ گولڑہ شریف، تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب "تحقیق الحق" کے مقدمے میں لکھتے ہیں :

اللہ تعالی نے سورہ توبہ کی آیت(100) مذکورہ میں انہی تین اقسام کے ایمان داروں کو رضائے الہی، فوز و فلاح اور جنت و مغفرت کی بشارت سنائی ہے۔

چند سطور کے بعد آیت مبارکہ " لایستوی منکم " آیہ کے تحت لکھتے ہیں:

چنانچہ جب فتح مکہ سے پہلے صحابہ کرام اسلامی ضرورت اور دینی خدمت کے لیے ہر موقع پر خرچ کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہونے کی وجہ سے بعد والوں میں بڑا درجہ رکھتے ہیں، اگرچہ فتح کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مل کر جہاد اور خرچ کرنے والوں کو بھی حسنٰی یعنی نیکی، جنت اور بھلائی کے وعدے میں شامل فرمالیا گیا۔ (1)

(۲۳) مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

صحابہ کرام کی تنقیص حرام و گناہ ہے، قرآن کریم میں ان سب کے بارے میں فرمایا گیا: "کلا وعد اللہ الحسنی" تمام صحابہ کرام سے اللہ تعالی نے جنت کا وعدہ فرمالیا، اس لئے ہمیں جائز نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کریں۔ (2)

(۲۴) حضرت علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں :

"صحابہ میں سے خواہ مقدم ہوں یا موخر ہوں، اللہ تعالی نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، البتہ ان کے درجات اور مراتب مختلف ہوں گے۔" (3)

---

(1)۔۔:((تحقیق الحق ص ر، درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف))
(2)۔۔:((فتاوی شارح بخاری 2/64، مکتبہ برکات المدینہ کراچی))
(3)۔۔:((تبیان القرآن، جلد 11، ص 721، فرید بک سٹال لاہور))

(۲۵) خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد صدیقی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالی قرآن مجید میں صحابہ کے متعلق فرماتا ہے "وکلا وعد اللہ الحسنی" یعنی اللہ تعالی نے تمام صحابیوں سے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے۔"[(1)]

یہ تو چند حوالے ہیں اگر مزید تتبع کیا جائے گا تو اس سے کئی زیادہ جمع کیے جا سکتے ہیں۔

چمن صاحب، حضرت علامہ عرفان شاہ صاحب کی عدالت میں:

چمن صاحب کے سرپرست اعلی حضر پیر عرفان شاہ مشہدی صاحب اپنی کتاب "سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حق کی نظر میں" کے صفحہ 36 پر لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے سارے صحابہ فتح مکہ سے پہلے والے، فتح مکہ سے بعد والے، جس نے بھی حبیب خدا ﷺ کی غلامی اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے اِن کو جنت عطا فرمادی۔"

صفحہ 34 پر لکھتے ہیں: "اللہ تعالی نے سب صحابہ کرام سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے"

صفحہ 35 پر ہے: "سب صحابہ کرام کے ساتھ جنت کا وعدہ فرمایا ہے، اور اس کی شان ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد"

"صفحہ 91 پر ہے: "تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمالیا ہے۔"[(2)]

اب چمن صاحب سے گزارش ہے کہ جس طرح آپ نے اکابر اہلسنت کے بارے یہ رائے قائم کی ہے کہ انہوں نے وہ نعرہ ایجاد کیا جس کی عمر ہی سو ڈیڑھ سو سال ہے۔ جب کہ یہی رائے قبلہ علامہ عرفان شاہ صاحب پر بھی چسپاں کریں۔

(1)۔۔:((فتاوی بدر العلماء، ص 115، شبیر برادرز لاہور))

(2)۔۔:((سیدنا امیر معاویہ اہل حق کی نظر میں، دار العرفان سبزہ زار لاہور))

ہمارے نزدیک یہ نعرہ ہمیشہ سے اسلاف اہلِ سنت کا رہا:

لیکن ہمارے نزدیک یہ نعرہ ہمیشہ سے اسلاف اہل سنت کا رہا ہے۔اس پر متعدد نصوص پیش کی جاسکتی ہیں چند ملاحظہ فرمائیں:۔

علامہ قونوی رحمہ اللہ تعالی کا فرمان:

امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالی نے کلا وعد اللہ الحسنی کی تفسیر میں فرمایا:

وعد الله كلا من المنفقين

یعنی فتح مکہ سے قبل اور بعد جتنے بھی خرچ کرنے والے ہیں ان تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا۔

تفسیر میں کلا کو مؤخر کرنے پر علامہ قونوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

”أشار إلى أن كلا مفعول مقدم لوعد قدم للاهتمام به لأن الأهم كون الوعد لكل واحد منهم دفعا لوهم أن الوعد للمنفقين قبل الفتح ... إلخ “

امام بیضاوی نے اپنی اس تفسیر سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کلا وعد کا مفعول ہے جسے اس کے اہتمام کے سبب مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ یہاں اہم یہ ہے کہ صحابہ میں سے ہر ایک کے لیے جنت کا وعدہ ہے اور اس وہم کو دور کرنے کے لیے کہ وعدہ فتح مکہ سے قبل خرچ کرنے والوں کے لیے ہی ہو۔[1]

امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالی کا فرمان:

امام اہل سنت امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وعد الله لكلا الفريقين: من أنفق قبل الفتح وبعده الجنة والثواب الحسن.

جس نے فتحِ مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جس نے اس کے بعد مال

(1)۔۔:((حاشیۃ القونوی علی البیضاوی جلد ۱۸ صفحہ ۴۴۶))

خرچ کیا دونوں ہی فریق سے اللہ پاک جنت کا اور اچھے ثواب کا وعدہ فرما چکا۔[1]

امام ابن ابی زمنین کی تفسیر:

امام ابن ابی زمنین اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يَعْنِي: الْجَنَّة؛ من أَنْفق وَقَاتل قبل فتح مَكَّة وَبعده.

"الْحُسْنٰی" سے مراد فتحِ مکہ سے پہلے اور اس کے بعد راہِ خدا میں مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے والوں کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔[2]

البتہ ان کے رتبے میں ضرور تفاوت ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

كلا الفريقين وعدهم الله الجنة. قال عطاء: درجات الجنة تتفاضل"

" الْحُسْنٰی" کے وعدے سے مراد یہ ہے کہ دونوں فریق سے اللہ پاک نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ حضرت عطاء کہتے ہیں: جنت کے درجات ایک سے بڑھ کر ایک ہوں گے۔ (یعنی سب کے درجے یکساں نہیں ہوں گے بلکہ جنتی درجات میں انہیں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل ہو گی)[3]

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

أي المتقدمون المتناهون السابقون، والمتأخرون اللاحقون، وعدهم الله جميعا الجنة مع تفاوت الدرجات.

(1)--:((تاويلات أهل السنة جلد ٩ صفحه ٥١٩))

(2)--:((تفسير ابن ابي زمينين جلد ٤ صفحه ٣٥٠))

(3)--:((تفسير البغوي جلد ٨ صفحه ٣٤))

یعنی وہ صحابہ جو سب پر سبقت لے جانے والے ہیں اور جو ان کے بعد ان سے لاحق ہونے والے ہیں اللہ پاک نے ان تمام سے جنت کا وعدہ فرمالیاہے اگرچہ ان کے درجات میں فرق ہو گا۔[1]

تفسیر نسفی میں ہے:

”{وَكُلاًّ} أي كل واحد من الفريقين {وَعَدَ الله الحسنى} أي المثوبة الحسنى وهي الجنة مع تفاوت الدرجات “

سب سے یعنی دونوں فریق میں سے ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے یعنی بھلے ثواب کا جو کہ جنت ہے البتہ درجات میں فرق ہو گا۔[2]

تفسیر خازن میں ہے:

”يعني الجنة قال عطاء درجات الجنة“

”الْحُسْنٰى “سے مراد جنت ہے حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: اللہ پاک سب سے جنت کے درجات کا وعدہ فرما چکا۔[3]

امام کورانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

”من المنفقين السابقين واللاحقين موعود بالجنة وإن تفاوت حالهم“.

(فتح مکہ سے) پہلے اور بعد میں خرچ کرنے والے تمام حضرات سے جنت کا وعدہ کیا جاچکاہے اگرچہ ان کے مرتبے الگ الگ ہوں۔[4]

علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

---

(1)--:((الجامع لأحكام القران للقرطبي جلد ١٧ صفحه ٢٤١))

(2)--:((تفسير النسفي جلد ٣ صفحه ٤٣٥))

(3)--:((تفسير الخازن جلد ٤ صفحه ٢٤٧))

(4)--:((غاية الأماني في تفسير الكلام الرباني صفحه ٩٢))

وفیه اشارة الى ان الصحابة متفاوتون في الدرجة بالنسبة الى التقدم والتأخر وإحراز الفضائل فكذا الصحابة ومن بعدهم فالصحابة مطلقا أفضل ممن جاء بعدهم مطلقا فانهم السابقون من كل وجه وَكُلًّا اى كل واحد من الفريقين وهو مفعول أول لقوله وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنى اى المثوبة الحسنى وهى الجنة لا الأولين فقط ولكن الدرجات متفاوتة.

اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح عمل میں مقدم و موخر ہونے کے اعتبار سے باہم صحابہ کے درجات و فضائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین میں بھی مرتبے اور فضائل کا فرق رہے گا وہ یوں کہ تمام صحابہ مطلقاً افضل ہیں تمام تابعین سے کیونکہ صحابہ کو ہر اعتبار سے ان پر سبقت حاصل ہے۔ آیتِ مبارکہ میں لفظ "کُلًّا" سے مراد ہے فریقین میں سے ہر فریق اور یہ لفظ مفعولِ اول ہے وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط کا، "الْحُسْنٰى" سے مراد اچھی جزاء ہے جو کہ جنت ہے، یہ جنت صرف سابقین اولین کے لئے نہیں (فتحِ مکہ کے بعد جہاد کرنے اور مال خرچ کرنے والے صحابہ کے لئے بھی ہے) مگر درجات کا فرق ہو گا۔[1]

شیخ الاسلام امام ابو السعود حنفی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

"المثوبةَ الحُسنى وهي الجنةُ لا الأولينَ فقطْ

بہترین ثواب جو کہ جنت ہے صرف سابقین اولین کے لئے ہی نہیں ہے (بلکہ فتحِ مکہ کے بعد جان و مال کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے لئے بھی ہے۔)"[2]

---

(1)--:((روح البیان جلد ۹ صفحہ ۳۵۷))

(2)--:((تفسیر ارشاد العقل السلیم جلد ۸ صفحہ ۲۰۶))

یہ اعتراض کہ یہ ائمہ جانتے تھے کہ یہ وعدہ انفاق و قتال کے ساتھ مقید تھا:

اب رہا چمن صاحب کا یہ اعتراض کہ یہ ائمہ جانتے تھے کہ یہ وعدہ انفاق و قتال کے ساتھ مقید تھا"

تو گزارش یہ ہے کہ چمن صاحب کس صحابی کو آپ اس سے خارج کریں گے؟ وہ کون سے صحابہ تھے جنھوں نے فتح مکہ کے بعد اصلا قتال نہیں کیا اور نہ خرچ کیا۔؟ آپ ان کی تلاش کریں اور چھانٹ چھانٹ کر لکھتے چلے جائیں کہ ان کو جنتی نہیں کہہ سکتے۔

اگر سیدنا ابو سفیان وسیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کے حوالے سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور کر نہیں پا رہے تو ہم آپ کو بتا دیں کہ یہ دونوں حضرات جہاں قتال وانفاق فی سبیل اللہ میں شریک ہیں وہیں زبان رسالت سے جنت کی بشارت بھی پانے والے ہیں۔ کما سیاتی۔

رئیس العلماء علامہ غلام محمود ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:

"اس میں صحابہ کرام کی پوری جماعت شامل ہو جاتی ہے، کیونکہ ایسے افراد تو شاذ و نادر ہی ہو سکتے ہیں جنھوں نے مسلمان ہو جانے کے باوجود اللہ تعالی کے لیے کچھ خرچہ بھی نہ کیا ہو، اور مخالفین اسلام کے مقابلہ و مقاتلہ میں بھی شریک نہ ہوئے ہوں، اس لیے قرآن کریم کا یہ اعلان مغفرت ورحمت پوری جماعت صحابہ کرام کے لئے عام اور شامل ہے۔"(1)

قول ثالث وخامس کے مابین تطبیق:

تیسرے اور پانچوں قول کے مابین تطبیق ہمارے ائمہ کے کلام سے واضح ہے کہ عشرۂ مبشرہ، سیدۂ کائنات، حسنین کریمین، ازواج مطہرات اصحاب بدر واحد واصحاب بیعت رضوان ان کو قطعی جنتی کہا جائے گا، اور باقی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بالعموم جنتی کہا جائے گا۔ نصوص ائمہ عنقریب آتی ہیں۔

چمن زمان اور حنیف قریشی دست وگریباں:

مولوی حنیف قریشی جو چمن زمان صاحب کا مقرب ہے، اس نے اپنی ایک تقریر میں جو سوشل میڈیا پر وائرل ہے اس میں کہا ہے:

(1)۔۔:((فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، ص10 مرکزی مجلس رضا لاہور))

"سارے جنتی ہیں اس میں تو کسی سنی کا شک نہیں کوئی رافضی ہو تو اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔"

چمن صاحب کے نزدیک یہ نعرہ اہل سنت کا ہے ہی نہیں۔ اب یا تو چمن زمان صاحب کے حنیف قریشی کے نزدیک۔۔۔ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، یا پھر حنیف قریشی، چمن زمان کے نزدیک ایک ایسے نعرے کو سنیت کی علامت قرار دے رہا ہے جو ان کے نزدیک سنیت کی علامت ہے ہی نہیں۔۔۔ فیصلہ دونوں مل کر کرلیں۔ کوئی ایک تو رجوع کرے گا۔ لیکن چمن صاحب بار بار کے رجوع کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔

صحابہ کرام اول امر میں ہی جنتی ہیں:

چمن صاحب کا ایک اشکال یا اعتراض یہ ہے جو انہوں نے قبلہ سید مظفر شاہ صاحب حفظہ اللہ تعالی کو مخاطب کرتے ہوئے کیا ہے:

قبلہ سید مظفر حسین ش..

کیوں نہ ہو، اگر اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا نام لے کر اسے جنتی کہا تو ہم بھی اس کا نام لے کر اسے جنتی کہیں گے، ورنہ اس معاملے میں دخل اندازی کا ہمیں کوئی حق نہیں۔

(موقف اہل السنۃ من الشہادۃ بالجنۃ ص8)

(2):بلا تخصیص سارے صحابہ کو جنتی کہنا۔

اس میں دو احتمال ہیں:

الف: باعتبار انجام کے جنتی کہنا۔

ب:اول امر کے لحاظ سے جنتی قرار دینا۔

اگر یہ نعرہ لگانے والے "انجام کے اعتبار سے" جنتی کہہ رہے ہیں تو اس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی کوئی امتیازی حیثیت واضح نہیں ہوتی۔ کیونکہ باعتبار انجام کے تو ہر وہ ایمان دار جنتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة

جو اللہ جل وعلا سے اس حال میں ملا کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہوا، وہ داخل جنت ہو گا۔

(صحیح بخاری129)

شیخ محقق فرماتے ہیں:

كل من دخل فى عنوان الصحابة ويصدق عليه هذا المفهوم فهو من اہل الجنة قطعا بل المؤمنون كلهم اجمعون لقوله تعالى: وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات تجرى من تحتها الانهار

ہر وہ شخص جو صحابہ کے عنوان میں داخل ہو اور اس پر یہ مفہوم صادق آئے تو وہ یقینی طور پر جنتی ہے۔ بلکہ سارے کے سارے اہل ایمان جنتی ہیں۔ کیونکہ فرمانِ باری تعالی ہے: اللہ تعالی نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کے ساتھ جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں روا

(تحقیق الاشارۃ ص7)

15:56 4G 82%
قبلہ سید مظفر حسین ش.. Save

اگر یہ نعرہ لگانے والے انجام کے اعتبار سے ... کی کہہ رہے ہیں تو اس میں صحابہ
کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی کوئی امتیازی حیثیت واضح نہیں ہوتی۔ کیونکہ
باعتبار انجام کے تو ہر وہ ایمان دار جنتی ہے۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:
من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة
جو اللہ جل وعلا سے اس حال میں ملا کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہوا،
وہ داخل جنت ہو گا۔
(صحیح بخاری 129)
شیخ محقق فرماتے ہیں:
کل من دخل فی عنوان الصحابة ويصدق عليه هذا المفهوم فهو

Tap Title to add a title or select a folder.
Notes save automatically.

من اہل الجنة قطعا بل المؤمنون كلهم اجمعون لقوله تعالى: وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات تجري من تحتها الانهار
ہر وہ شخص جو صحابہ کے عنوان میں داخل ہو اور اس پر یہ مفہوم صادق آئے تو وہ یقینی طور پر جنتی ہے۔ بلکہ سارے کے سارے اہلِ ایمان جنتی ہیں۔ کیونکہ فرمانِ باری تعالی ہے: اللہ تعالی نے ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کے ساتھ جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔
(تحقیق الاشارۃ ص 7)
جب شیخِ محقق ہر صحابی اور ہر ایمان دار کو جنتی قرار دے رہے ہیں اور اسے قرآنی آیت کا مفہوم بتا رہے ہیں تو نعرہ صرف "ہر صحابیٔ نبی جنتی جنتی" کیوں؟
نعرہ یوں ہونا چاہیے: "ہر امتیِ نبی جنتی جنتی"
اس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین بطور دخولِ اولی آ جائیں گے اور باقی ساری امت کے حق میں ایک خوبی اور اچھائی کا ذکر بھی ہو جائے گا۔
لہذا اگر آپ یہ نعرہ باعتبار انجام و مآل کے لگاتے ہیں تو آپ کو وضاحت کرنا پڑے گی کہ:
ہم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو ابتداء جنتی نہیں مانتے بلکہ یہ مانتے ہیں کہ آخر کار جنت میں جائیں گے۔۔۔!!!

اقول وباللہ التوفیق: جناب والا ہمارا مؤقف صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے اول امر میں ہی جنت میں جانے کا ہے اسی اعتبار سے ان کے جنتی ہونے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ذوات مقدسہ وہ ہیں جن کو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں۔

نصوص ائمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) تیرہویں صدی کے مجدد تاج الفحول حضرت علامہ عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

”ونعتقد أن أزوجه وبناته كلهن مطهرات نشهد لهن أيضا قطعا بالدخول في الجنة، ونعتقد أن أصحاب البدر والأحد وبيعة الرضوان كل فرد منهم مقطوع دخوله في الجنان، وأما سائر الأصحاب فنشهد لهم عموما أنهم من أهل الجنة ولا يمسهم النيران لكن لا نقطع لأحد بخصوصة سوى من قام في حقه عينا بالتواتر دليل وبرهان“

اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج اور تمام شہزادیاں پاکیزہ ہیں ہم ان کے لیے جنت میں قطعی طور پر داخل ہونے کی گواہی دیتے ہیں، اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اصحاب بدر، اصحاب احد، اور بیعت رضوان والوں میں سے ہر ایک قطعی جنتی ہے، اور رہے باقی صحابہ کرام تو ہم ان کے لیے بالعموم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں اور انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، لیکن ہم ان میں سے کسی کے لیے بھی علی الخصوص قطعیت کا قول نہیں کرتے سوائے اس کے جس کے حق میں بالتعیین دلیل وبرھان قائم ہو چکی۔ (1)

---

(1)۔۔:((أحسن الكلام في تحقيق عقائد الإسلام ص ٣٤))

تاج الفحول رحمہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے یہ امور واضح ہوئے:

الف: جن کے حق میں نصوص آئی ہیں وہ قطعی جنتی ہیں۔

ب: تمام کے تمام صحابۂ کرام بالعموم جنتی ہیں، اصلا انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ج: ان میں سے بالتعیین قطعیت کے ساتھ یہ عقیدہ اسی کے لیے رکھ سکتے ہیں جس کے حق میں تواتر کے ساتھ دلیل قائم ہو۔

تاج الفحول رحمہ اللہ تعالی کون ہیں:

تاج الفحول رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا علمی وروحانی مقام ومرتبہ کیا ہے، اعلی حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ تعالی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

"آہ آہ آہ! ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول و فروع و عقائد و فقہ سب میں اعتمادِ کلی کی اجازت تھی۔ اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد حاش للہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد و والی ولی نعمت تھے بلکہ اس لیے کہ الحق و الحق اقول، الصدق واللہ یحب الصدق میں نے اس طبیبِ صادق کا برسوں مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا (الی ان قال) دوم والا حضرت تاج الفحول محبِ رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف، پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی ان کی سی وسعتِ نظر و قوتِ حفظ و تحقیق انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔"[1]

(۲) تاج الفحول رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے اسی قول کو صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالی نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشَّرہ و حضرات حسنین و

---

(1)۔۔:((فتاوی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۵۹۴))

اصحابِ بدر و اصحابِ بیعۃ الرضوان کے لیے افضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنّتی ہیں۔

اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، و ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، و حضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں۔

تمام صحابہ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بِھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔[1]

(۳) خود امام اہل سنت رحمہ اللہ تعالی کا استدلال ملاحظہ فرمائیں:

رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے صحابۂ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ وجہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ: لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلو تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنہوں نے بعدِ فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔

اور ساتھ ہی فرمادیا: وکلا وعد اللہ الحسنی دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ واللہ بما تعملون خبیر اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے باایںہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا خواہ

(1)۔۔:((بہار شریعت جلد ا صفحہ ۲۵۴،۲۴۹،۲۵۹،۲۶۳))

سابقین ہوں یالاحقین، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولی عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اس کے لیے کیا فرماتا ہے:
ان الذین سبقت لھم منّا الحسنٰی اولئک عنھا مبعدون لایسمعون حسیسھا وھم فیما اشتھت انفسھم خٰلدون لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقّٰھم الملٰئکِۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون بے شک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بِھنک تک نہ سُنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، اُنہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ، فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔
سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءِ ظن کر سکتا ہے نہ اس کے اعمال کی تفتیش، بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ، ء انتم اعلم ام اللہ دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرماچکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا۔ اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا۔ ضرور رضی اللہ تعالی عنہ کہا جائے گا۔[1]

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم کی دوقسمیں فرمائیں، ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ

(1)۔۔:((فتاوی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۲۷))

کہ بعد، پھر فرمایا: وکلّا وعداللہ الحسنی. دونوں فریق سے اللہ تعالی نے بھلائی کا وعدہ فرمایا، اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ان کو فرماتا ہے: اولئک عنھا مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے، لا یسمعون حسیسھا اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ وھم فیما اشتھت انفسھم خلدون لایحزنھم الفزع الاکبر اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔ وتتلقٰھم الملٰئکۃ فرشتے اُن کا استقبال کریں گے۔ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے، توجو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے، اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں، رب عزوجل نے اُسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایاواللہ بما تعملون خبیر۔اور اللہ تعالی کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے۔ بااینہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا۔اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔[1]

(۴)مولاناشاہ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

یہ چھ حضرات اور چار خلفائے راشدین جملہ دستن ہوئے جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں، ان سب کے حق میں دنیا کے اندر ہی جنتی ہونے کا

(1)۔۔:((فتاوی رضویہ جلد29 صفحہ ۲۶۴))

حکم آگیا۔ اس لیے قطعی جنتی ہیں۔

پھر سوال قائم کرتے ہیں: ان کے علاوہ اور بھی قطعی جنتی ہیں یا اس بشارت کے ساتھ یہی حضرات مخصوص ہیں؟

جواباً ارشاد فرماتے ہیں: ان کے علاوہ اوروں کو بھی قطعی جنتی ہونے کی بشارت حاصل ہے۔

پھر سوال قائم کرتے ہیں: وہ کون کون ہیں:

جواباً ارشاد فرماتے ہیں: ”حضرت بی بی خدیجۃ الکبری، اور حضرت بی بی فاطمہ زہرا اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہن اور حضرت سیدنا امام حسن اور امام حسین وحضرت حمزہ وعباس وسلمان وعمار بن یاسر وغیرہ وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم۔“[1]

(۵) شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی اپنے رسالے کی وجہ تصنیف بیان فرماتے ہیں:

”جمعت فيها ما ورد من الأحاديث الصحيحة والدلائل الصريحة ردا على ما تمكن في ذهن العوام والقاصرين عن الحق من الأنام من حصر البشارة بالجنة وقطعية دخولها في العشرة من الأصحاب لعدم اطلاعهم على حقيقة الحال وعدم تتبعهم الأحاديث الواردة في هذا الباب

میں نے اس رسالے میں احادیث صحیحہ اور دلائل صریحہ جمع کیے ہیں اس بات کو رد کرنے کے لیے جو عوام اور حق سے قاصر اہل علم کے ذہن میں قرار پکڑ گئے کہ جنت کی بشارت اور اس میں قطعی طور پر داخل ہونا صحابہ میں سے صرف عشرۂ مبشرہ کے ساتھ خاص ہے، ان کے حقیقت حال سے عدم اطلاع اور اس باب میں وارد احادیث کے

(1)۔۔:((توضیح العقائد صفحہ ۹۰۔۹۱))

عدم تتبع کی وجہ سے (یہ حصر ذہن میں قرار پکڑ گیا ہے)"[1]

امام ابو الحسن اشعری، امام ابن ابی زمنین امام ابن قدامہ رحمہم اللہ تعالی کے اقوال میں بھی قطعیت و جزم کے الفاظ ہیں جبکہ حافظ ابن بطہ کے الفاظ میں بلا شک کے الفاظ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ جن کے لیے بشارت ہے ان کے لیے قطعی جنتی ہونے کا قول کیا جائے گا۔

البتہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے اس قول کے بارے میں یہ فرمایا ہے:

"وهذا قول كثير من العلماء لكنه حكم ظني"[2]

لیکن ان کا یہ قول دلیل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ کیونکہ عشرہ مبشرہ وغیرہ کے بارے میں نصوص کثرت کے ساتھ موجود ہیں جو قطعیت کا تقاضہ کرتی ہیں جیسا کہ شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے تحقیق فرمائی ہے۔

علامہ بدر الدین العینی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

والحسنان وأزواج النبي - صلى الله عليه وسلم - بل أهل بدر ونحوهم من أهل الجنة قطعا حسنین کریمین، نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بلکہ اہل اوران کی مثل صحابہ قطعی جنتی ہیں۔[3]

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"هذه رسالة تحقيق الإشارة إلى تعميم البشارة بالجنة ودخولها قطعا لمن سوى العشرة المبشرة من أكابر أهل بيت النبوة وغيرهم من أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم كأهل

(1)۔۔:((تحقیق الاشارۃ ص ٥٦٦))

(2)۔۔:((منح الروض الازھر ص ٣١٦))

(3)۔۔:((عمدۃ القاری جلد ١٦ صفحہ ٢٧٥))

بدر وشهداء أحد وأصحاب الحديبية وهم أهل بيعة الرضوان الذين بايعوه تحت الشجرة رضي الله تعالى عنهم أجمعين وأفاض علينا من بركاتهم آمين "[1]

(٦)اسی قول کی تائید جامع ترمذی کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يقول: لا تمس النار مسلما رآني أو من رأى من رآني

میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جہنم کی آگ اس مسلمان کو ہر گز نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔[2]

علامہ عبد الرؤف المناوی رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

لا تمس النار أي نار جهنم من راني أو راى من راني أي غالبا فتمس بعض من راى من راه للتطهير.

یعنی جہنم کی آگ اس کو نہیں چھوئے گی جس نے میری زیارت کی یا اس کو دیکھا جس نے میری زیارت کی۔ یہ فضیلت غالب کے اعتبار سے ورنہ بعض وہ لوگ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والوں کو دیکھا (یعنی تابعین) ان میں سے بعض کو جہنم کی آگ پاک کرنے کے لیے چھوئے گی۔[3]

ملاحظہ فرمائیں علامہ عبد الرؤف المناوی رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث میں غالب

---

(1)۔۔:((تحقیق الاشارۃ صفحہ ٥٦٦))

(2)۔۔:((جامع الترمذی جلد ٥ صفحہ ٥٠٧ رقم ٣٨٥٨))

(3)۔۔:((فيض القدير جلد ٦ صفحه ٤٢١))

کا اعتبار صرف تابعین کے لیے کیا اور جہنم میں اگر کوئی گیا تو اس کو تابعین کے طبقے سے شمار کیا اور ظاہر یہ وہ ہوں گے جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے باحسان متبع نہیں ہوں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں اصلا جہنم میں نہ جانے کو انہوں نے برقرار رکھا۔

چمن صاحب کو بڑی آرزو ہے کہ یزید کے لیے بھی جنتی ہونے کے نعرے لگیں،
افسوس ہے اپنے آپ کو محقق سمجھنے والے صاحب کو اتنا نہیں معلوم کہ تابعی کے لیے اول تو شرط ایمان ہے، اور یزید کا تو ایمان ہی مختلف فیہ ہے کثیر ائمہ کے نزدیک تو وہ کافر ہے۔ ثانیا تابعین کے لیے یہ بشارت غالب کے اعتبار سے ہے ہر تابعی کے لیے یہ بشارت نہیں اور تابعین کے لیے شرط بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھلائی کے ساتھ تابع ہونا ہے۔ کیا آپ نزدیک یزید ایسا تھا؟

ہم امام اہل سنت اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پیروکار ہیں۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تو یزید کے لیے پلید، جری، بے باک جری علی الکبائر کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ اخبث ہے۔ یہ نعرہ لگانے کا آپ کو شوق ہے تو آپ ہی کو مبارک ہو۔۔

ایک اور حدیث اسی بارے میں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سألت ربي لأصحابي الجنة فأعطانيها البتة یعنی میں نے اپنے صحابہ کے بارے میں اللہ پاک سے جنت کا سوال کیا تو اللہ پاک نے میری یہ دُعا قبول فرما لی۔ (1)

امید کرتے ہیں چمن صاحب اگر حق کے متلاشی ہوں گے تو جواب ان کو مل گیا ہو گا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ابتداء ہی جنت میں داخل ہوں گے جہنم کی آگ ان کو اصلا چھوئے گی بھی نہیں۔

---

(1)۔۔:((منہاج القاصدین ص ۲۸۶ رقم ۲۷))

القول السادس:

شہادت بالجنۃ کے حوالے سے ایک اور قول ملاحظہ فرمائیں:

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

”أن يشهد أيضا لمن شهد له المؤمنون كما في الصحيحين أنه عليه السلام مر بجنازة فأثنوا عليها بخير فقال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم وجبت ومر بأخرى فأثنوا عليها بشر فقال عليه الصلاة والسلام: وجبت فقال عمر رضي الله تعالى عنه : يا رسول الله ما وجبت؟ فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم: هذا أثنيتم عليه خيرا وجبت له الجنة وهذا أثنيتم عليه شرا وجبت له النار أنتم شهداء الله في الأرض)) وهذا أمر ظاهري غالبي والله تعالى أعلم بالصواب “

اس کے لیے بھی گواہی دی جاسکتی ہے جس کے لیے مسلمان گواہی دیں جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھلائی بیان کی تو نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہو گئی، پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کا برائی کے ساتھ ذکر کیا تو نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: واجب ہو گئی، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کیا واجب ہو گئی؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ میت جس کی تم لوگوں نے خیر بیان کی تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی، اور جس کے لیے تم نے برائی بیان کی تو اس کے لیے جہنم واجب ہو گئی، تم زمین میں اللہ تعالی کے گواہ ہو۔“ (ملا علی قاری رحمہ

اللہ تعالی فرماتے ہیں:) یہ امر ظاہر اور غالب کے اعتبار سے ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔[1]

صحیحین کی اس حدیث کے تحت شارحین کا کچھ کلام ملاحظہ فرمائیں:

امام نووی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ففيه قولان للعلماء أحدهما أن هذا الثناء بالخير لمن أثنى عليه أهل الفضل فكان ثناؤهم مطابقا لأفعاله فيكون من أهل الجنة فإن لم يكن كذلك فليس هو مرادا بالحديث، والثاني وهو الصحيح المختار أنه على عمومه وإطلاقه وأن كل مسلم مات فألهم الله تعالى الناس أو معظمهم الثناء عليه كان ذلك دليلا على أنه من أهل الجنة سواء كانت أفعاله تقتضي ذلك أم لا وإن لم تكن أفعاله تقتضيه

اس میں علما کے دو قول ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ اہل فضل کا اس شخص کی خیر کے ساتھ تعریف کرنا اگر اس کے افعال کے مطابق ہو تو وہ جنتی ہو گا، اور اگر تعریف افعال کے مطابق نہ ہو تو یہ حدیث کی مراد نہیں۔

اور دوسرا قول اور یہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم واطلاق پر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کا انتقال ہوا اور اللہ رب العلمین نے لوگوں یا ان میں سے اکثر افراد کے دلوں میں اس کی تعریف کرنا الہام کیا ہو تو یہ اس کے جنتی ہونے کی دلیل ہو گا چاہے اس کے افعال جنتی ہونے کا تقاضا کریں یا نہ کریں اگر چہ اس کے افعال ثنا کا تقاضا نہ کریں۔[2]

---

(1)۔۔:((منح الروض الازھر صفحہ ۳۱۲))

(2)۔۔:((شرح النووی علی صحیح مسلم جلد ۷ صفحہ ۱۹))

فتح الباری میں ہے:

وفيه رد على من زعم أن ذلك خاص بالميتين المذكورين لغيب أطلع الله نبيه عليه وإنما هو خبر عن حكم أعلمه الله به

قوله أنتم شهداء الله في الأرض أي المخاطبون بذلك من الصحابة ومن كان على صفتهم من الإيمان وحكى بن التين أن ذلك مخصوص بالصحابة لأنهم كانوا ينطقون بالحكمة بخلاف من بعدهم قال والصواب أن ذلك يختص بالثقات والمتقين انتهى وسيأتي في الشهادات بلفظ المؤمنون شهداء الله في الأرض ولأبي داود من حديث أبي هريرة في نحو هذه القصة إن بعضكم على بعض لشهيد وسيأتي مزيد بسط فيه في الكلام على الحديث الذي بعده قال النووي والظاهر أن الذي أثنوا عليه شرا كان من المنافقين قلت يرشد إلى ذلك ما رواه أحمد من حديث أبي قتادة بإسناد صحيح أنه صلى الله عليه وسلم لم يصل على الذي أثنوا عليه شرا وصلى على الآخر فلا تحتم عليه العقوبة بل هو في خطر المشيئة فإذا ألهم الله عز وجل الناس الثناء عليه استدللنا بذلك على أنه سبحانه وتعالى قد شاء المغفرة له وبهذا تظهر فائدة الثناء

اس میں رد ہے ان لوگوں کا جنھوں نے یہ گمان کیا کہ یہ خاص ہے ان دو میتوں کے ساتھ جن کا حدیث میں ذکر کیا گیا اس غیب کی وجہ سے

جس پر اللہ رب العالمین نے اپنی نبی ﷺ کو مطلع فرمایا۔ محض یہ تو اس حکم کی خبر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بتایا۔

حدیث مبارک کا جزء: تم گواہ ہو اللہ کے زمین میں :اس کے مخاطب صحابہ کرام ہیں اور وہ جو ان کے اوصاف پر ہوں یعنی اہلِ ایمان۔ ابن التین نے کہا: کہ یہ صحابہ کرام کے ساتھ ہی خاص ہے کیوں کہ وہ حضرت حکمت کے ساتھ گفتگو کیا کرتے تھے بر خلاف ان کے بعد والوں کے۔ ابن التین مزید کہتے ہیں: درست یہ ہے کہ یہ ثقہ اور متقی لوگوں کے ساتھ خاص ہے ، عن قریب کتاب الشھادات میں حدیث (المؤمنون شہداء اللہ فی الارض) کے ساتھ آئے گی۔

اور سنن ابی داؤد کی حدیث ابوہریرہ میں یہی واقعہ ان الفاظ کے ساتھ (ان بعضکم علی بعض لشھید یعنی تم ایک دوسرے پر گواہ ہو) مذکور ہے. اور اس سے بعد والی حدیث میں شرح وبسط کے ساتھ مزید کلام آئے گا۔۔۔

امام نووی نے فرمایا:۔۔۔ اور ظاہر یہی ہے کہ جس میت کی لوگوں نے مذمت کی وہ منافق تھا۔

میں کہتا ہوں :اس کی طرف اشارہ کرتی ہے مسند احمد کی حدیث ابی قتادہ جو سندا صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جس کی جس کی لوگوں نے مذمت بیان کی جب کہ دوسرے کی نماز جنازہ ادا فرمائی تو اس پر عقوبت حتمی نہیں تھی بلکہ وہ مشیئت کے خطر میں تھا جب اللہ عزوجل نے لوگوں کو اسکی تعریف کرنا الہام کر دیا تو ہم نے اس سے استدلال کیا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔۔۔ اور اس سے تعریف کا فائدہ ظاہر ہوتا ہے۔[1]

---

(1)۔۔:((فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۲۳۱))

علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

والمراد بالوجوب الثبوت، أو هو في صحة الوقوع كالشيء الواجب، وحاصل المعنى أن ثناءهم عليه بالخير يدل على أن أفعاله كانت خيرا فوجبت له الجنة، وثناءهم عليه بالشر يدل على أن أفعاله كانت شرا فوجبت له النار، وذلك لأن المؤمنين شهداء بعضهم على بعض، لما صرح في الحديث، وقال الداودي: معنى هذا الحديث عند الفقهاء إذا أثنى عليه أهل الفضل والصدق، لأن الفسقة قد يثنون على الفسقة فلا يدخلون في معنى هذا الحديث، والمراد، والله أعلم، إذا كان الثناء بالشر ممن ليس له بعدو، لأنه قد يكون للرجل الصالح العدو، وإذا مات عدوه فذكر عن ذلك الرجل الصالح شرا فلا يدخل الميت في معنى هذا الحديث، لأن شهادته كانت لا تجوز عليه في الدنيا، وإن كان عدلا للعداوة والبشر غير معصومين. فإن قيل: كيف يجوز ذكر شر الموتى، مع ورود الحديث الصحيح عن زيد بن أرقم في النهي عن سب الموتى وذكرهم إلا بخير. وأجيب: بأن النهي عن سب الأموات غير المنافق والكافر والمجاهر بالفسق أو بالبدعة، فإن هؤلاء لا يحرم، وذكرهم بالشر للحذر من طريقهم، ومن الاقتداء بهم، وقيل: لا بد أن يكون ثناؤهم مطابقا لأفعاله. وقال القرطبي: يحتمل أن يكون النهي عن سب

الموتى متأخرا عن هذا الحديث، فيكون ناسخا، وقيل: حديث أنس المذكور يجري مجرى الغيبة في الأحياء، فإن كان الرجل أغلب أحواله الخير، وقد يكون منه الغلبة فالإغتياب له محرم، وإن كان فاسقا معلنا فلا غيبة فيه، فكذلك الميت، فليس ذلك مما ينهي عنه من سب الأموات، وقال بعضهم: الثناء على عمومه لكل مسلم مات، فإذا ألهم الله الناس، أو معظمهم، الثناء عليه كان ذلك دليلا أنه من أهل الجنة، سواء كانت أفعاله تقتضي ذلك أم لا، لأنه، وإن لم تكن أفعاله مقتضية فلا تتحتم عليه العقوبة، بل هو في المشيئة، فإذا ألهم الله الناس الثناء عليه استدللنا بذلك أن الله تعالى قد شاء المغفرة له، وبهذا تظهر فائدة الثناء في قوله: (وجبت)

اور وجوب سے مراد ثبوت ہے یا واجب ہونے والی شئ کی طرح وقوع کی صحت میں ہے۔ حاصل معنی یہ ہوا کہ لوگوں کا انکی تعریف کرنا ان کے اچھے افعال ہونے کی دلیل بنی تو ان کے لئے جنت واجب ہوئی اور لوگوں کا ان کی مذمت کرنا ان کے برے افعال ہونے کی دلیل ہے تو ان کے لئے جہنم واجب ہوگئی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مومن ایک دوسرے پر گواہ ہیں جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔

داودی نے کہا: اس حدیث کا معنی عند الفقہا یہ ہے کہ (اس حدیث کی بنا پر جنت واجب ہونے کی بشارت اس وقت ہے کہ) جب تعریف کرنے والے صاحبان صدق و فضل ہوں کیونکہ بعض اوقات کسی شخص کے فاسق ہونے کے باوجود فساق اس کی تعریف کر رہے ہوتے

ہیں تو اب وہ اس حدیث میں داخل نہیں ہوں گے اور (شر کی صورت میں) مراد یہ ہے کہ مذمت اس کی جانب سے ہو جو اس کا دشمن نہ ہو کیونکہ کبھی رجل صالح کا کوئی دشمن ہوتا ہے اور جب وہ مر جائے تو پھر رجل صالح اس کی مذمت کرتا ہے تو اس حدیث کے معنی میں یہ میت بھی داخل نہ ہو گی کیونکہ اس کی شھادت دنیا میں اس کے خلاف جائز نہیں اگرچہ وہ دشمنی میں برابر ہوں۔۔۔اور بشر تو معصوم نہیں۔
بعض کا کہنا ہے کہ تعریف ہر مسلمان میت کو عام ہے تو جب اللہ رب العزت لوگوں یا معظم دینی کو تعریف الہام کرے تو یہ اس کے جنتی ہونے کی دلیل ہو گا چاہے اس کے افعال اس کا تقاضا کریں یا نہ کریں کیونکہ اگرچہ افعال جنتی ہونے کا تقاضا نہ کرتے ہوں لیکن لوگوں کی جانب سے اس کی تعریف ہو جانے سے اس پر عقاب ہونا ضروری نہ رہا بلکہ وہ مشئیت الہی پر موقوف ہو گیا تو اس سے ہم نے استدلال کیا کہ اللہ رب العزت نے اس کی بخشش کا ارادہ فرمایا اور اسی سے میت کی اچھائی بیان کرنے کا فائدہ نبی پاک صلی اللہ تعالی کے فرمان: وجبت میں، ظاہر ہو جاتا ہے۔[1]

انجاح الحاجہ میں اس حدیث کے تحت ہے:

فما ذكر أهل الكلام انه لا يقطع لأحد بالجنة والنار فمحمول على التأدب ولذا زجر النبي صلى الله عليه وسلم أم لعلاء الأنصارية حين شهدت بعثمان بن مظعون بالكرامة فعلم منه ان أئمة الدين والأولياء المشهودين الذين اتفقت الأمة على خيريتهم يستدل عليهم وبالجنة وإنما نهينا عن

(1)۔۔:((عمدۃ القاری جلد ۸ صفحہ ۱۹۵ ملخصا))

القطع بالقول تأدبا بأداب الشريعة وعدم الجسارة على علم الله تعالى

اور رہا علمائے کلام کا یہ کہنا کہ کسی کے جنتی اور دوزخی ہونے کا قطعی حکم نہیں لگایا جاسکتا، تو یہ تادیب (ادب سکھانے) پر محمول ہوگا؛ اسی وجہ سے نبیِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت اُم علاء انصاریہ رضی اللہ عنھا کو زجر فرمایا جب اُنہوں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی عظمت کی گواہی دی، تو معلوم ہوا کہ ائمہ دین اور اولیائے مشہودین کہ جن کے بہتر ہونے پر اُمت متفق ہے، (اس حدیث سے ان کے) جنتی ہونے پر استدلال کیا جائے گا، اور ہمیں آدابِ شریعت کا لحاظ رکھتے ہوئے اور اللہ تعالی کے علم پر جسارت نہ کرنے کے لیے قطعیت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔(1)

حدیث ام العلاء وعائشہ رضی اللہ تعالی عنہما کا محمل:

اس عبارت سے حدیث ام العلاء اور حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما کا محمل بھی واضح ہو گیا۔

چمن صاحب نے حافظ ابن بطال اور حافظ ابن ملقن رحمہما اللہ تعالی کے حوالے سے جو الفاظ ذکر کیے ہیں، اس میں بھی قطعیت کی نفی ہے۔

یونہی حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے تحت جن شارحین کی عبارت نقل کی سب نے قطعیت کی قید لگائی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب رحمۃ اللہ تعالی حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی اس کے جنتی ہونے کا یقین نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ کسی اور چیز کے لیے پیدا کیا گیا ہو، خیال رہے یہ حدیث اس آیت سے منسوخ ہے

(1)۔۔:((انجاح الحاجه صفحه ٣١١))

والحقنا بہم ذریتہم" الآیۃ مسلمانوں کے بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔[1]

امام ابن بلبان دمشقی رحمہ اللہ تعالی کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

"ومن شَهِدَ لَهُ رسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجنّةٍ أو نارٍ فهو كما قال قطعًا، ولا نَقْطَعُ لِغَيْرِهِمْ بشيءٍ من ذلك لكن نرجو للمحسن ونخاف على المسيء ونرجو لَهُ ونَكِلُ أَمْرَهُما إلى الله سبحانه"

جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جنتی یا جہنمی ہونے کی شہادت فرمائی وہ قطعا ویسا ہی ہے جیسا آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہم ان کے علاوہ کسی کے متعلق اس بارے میں قطعیت اختیار نہیں کرتے، ہاں نیکوں کے لیے امید اور سیاہ کاروں پر خوف کرتے ہیں اور کے لیے امید بھی رکھتے ہیں اور ان دونوں کے معاملہ کو اللہ تعالی کے سپرد کرتے ہیں۔[2]

حدیث کرکرہ:

چمن صاحب نکلے تھے **بابِ نقل** کی طرف، لیکن وہاں سے **باب استدلال** سے ہوتے ہوئے **بابِ احتمال** میں داخل ہو گئے۔

حدیث کرکرہ جس میں نبی محترم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ھو فی النار فرمایا اس سے استدلال کرتے ہوئے چمن صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جنتی نہیں کہا جاسکتا۔ حالانکہ یہ حدیث کئی احتمالات رکھتی ہے۔ محققین کی ایک تعداد کے نزدیک تو وہ صحابی تھا ہی نہیں۔

حافظ ابن ملقن علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیھم حافظ ابن التین رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

(1)۔۔:((مرأۃ المناجیح جلد ۱ صفحہ ۹۴))

(2)۔۔:((مختصر الافادات صفحہ ۵۰۹))

ویحتمل أن یکون وجبت له النار من نفاق کان یسره ۔[1]

اگر صحابی ہونا تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ بعض ائمہ نے اس کی صراحت کی ہے تو بھی ان کا معاملہ مشیئت باری تعالی پر موقوف ہے یعنی اگر اللہ تعالی نے ان کو معاف نہ فرمایا تو یہ جہنم میں داخل ہوں گے۔

امام قسطلانی، امام زرقانی وغیرہ ائمہ لکھتے ہیں:

هو في النار أي يعذب على معصيته إن لم يعف الله تعالى عنه.[2]

اور اللہ تعالی نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے، لہذا ان کو صحابی تسلیم کرنے کی صورت میں ان کے لیے بھلائی یعنی جنت کا وعدہ ہو چکا۔

غالبا چمن صاحب بخوبی جانتے ہوں گے یہ واقعۂ عین ہے جس میں احتمال کی وجہ سے استدلال ہی درست نہیں ہوتا۔

اس سے واضح ہو گیا کہ چمن صاحب کا فقط احتمالات کی بنیاد پر قولِ مُصرَح کو رد کرنا خود مردود ہے۔

اوپر ذکر کردہ حدیث (انتم شھداء اللہ فی الارض) کے تحت علامہ سیوطی شافعی رحمہ اللہ تعالی، امام نووی رحمۃ اللہ تعالی کی تحقیق لکھنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

زاد ابن حجر:"هذا في جانب الخير واضح، وأما في جانب الشر فإنما يكون في حق من غلب شره على خيره"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے یہ زائد کیا ہے: "یہ بات جانب خیر میں تو واضح ہے، جہاں تک رہی جانب شر کی تو یہ اس شخص کے بارے میں ہو گا جس کا شر اس کی خیر پر غالب ہو". [3]

(1)۔۔:((عمدة القاري جلد ١٥ صفحه ٨))

(2)۔۔:((شرح الزرقانی علی المؤطا جلد ۳ صفحہ ۴۹، ارشاد الساری جلد صفحہ ۱۸۲))

(3)۔۔:((التوشيح جلد ٣ صفحه ١١٢٢))

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سفیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أفاد بعض العلماء أنه يمكن معرفة أهل الجنة من أهل النار في الدنيا بعلامة وهي: أن الشخص إذا ملأ الله أذنيه من ثناء الناس عليه فهو من أهل الجنة، وإذا ملأ الله أذنيه من ذم الناس له فهو من أهل النار

بعض علما نے اس بات کا افادہ کیا ہے کہ دنیا میں کسی علامت کے ذریعے جنتی اور جہنمی ہونے کی معرفت ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی شخص پر لوگوں کی ثناء سے کان مملو ہو جائیں تو وہ جنتی ہے، اور اگر لوگوں کی اس کی برائی کرنے سے بھر جائیں تو وہ جہنمی ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ حدیث اور دیگر احادیث سے استدلال کیا۔

پھر لکھتے ہیں:

قال القرطبي: وقد شوهد رجال من المسلمين علماء صلحاء كثر الثناء عليهم، وصرفت القلوب إليهم في حياتهم وبعد مماتهم.

علّامہ قرطبی نے فرمایا: اور تحقیق مسلمانوں میں سے کئی ایک عُلماء، صلحاء کہ جن کی مدح بہت کی گئی، اُن کی گواہی دی گئی اور دلوں کو اُن کی طرف پھیر دیا گیا، اُن کی زندگی میں اور موت کے بعد۔ (1)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جسے عام مسلمان قدرتی طور پر ولی اللہ کہیں وہ واقعی ولی اللہ ہے، رب تعالیٰ اولیاء اللہ کی علامت بیان فرماتا ہے "لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ"۔ ان

(1)۔۔:((شرح البخاري للسفيري جلد٤ صفحه ٤٧١-٤٧٢))

کیلئے دنیا میں بشارتیں ہیں کہ عام مسلمان انہیں جنتی کہتے ہیں، اور آخرت میں بھی، کہ فرشتے انہیں جنتی کہیں گے لہذا حضور غوث پاک ،خواجہ اجمیری، داتا گنج بخش لاہوری، مجدد الف ثانی یقیناً اولیاء ہیں، کہ انہیں مسلمان ولی سمجھتے ہیں، ولایت کے ثبوت کے لئے قرآنی آیت ہی ضروری نہیں"(1)

اہل علم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ کئی مبارک ہستیوں کو جنتی کہا ہے:

اب ملاحظہ فرمائیں کہ اہل علم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ کن مبارک ہستیوں کو جنتی کہا ہے۔

حضرت اسود اور ان کا گھرانہ جنتی ہے:

امام احمد بن حنبل، حافظ جمال الدین المزی، حافظ ذہبی، حافظ ابن الملقن، محمد بن یوسف الکرمانی، حافظ بدر الدین العینی، حافظ ابن حجر عسقلانی حافظ مرتضی الزبیدی رحمہم اللہ تعالی حضرت سیدنا اسود رحمہ اللہ تعالی کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

"كانوا يسمون الأسود من أهل الجنة"

لوگ حضرت اسود کو جنتی کہتے تھے۔

اور بعض نے یہاں اسود کی جگہ آل اسود نقل کیا ہے، یعنی حضرت اسود کے گھرانے کو جنتی گھرانہ کہتے تھے۔(2)

یہ اکابر تابعین میں سے ہیں اور ان کو جنتی کہنے والے بھی ظاہر کم از کم تابعین تو ہوں گے۔

---

(1)۔۔:((مراۃ المناجیح، جلد دوم، صفحہ 474))

(2)۔۔:((الزھد للامام احمد بن حنبل صفحہ ۲۹۱ تہذیب الکمال جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۴۱ التوضیح شرح الجامع الصحیح جلد ۳ صفحہ ۶۴۸ مغانی الاخیار جلد ۱ صفحہ ۴۱ اتحاف السادۃ المتقین جلد ۹ صفحہ ۴۲۵))

حضرت سیدنا امام بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی جنتی ہیں:

حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عبد الرحمن بن محمد بن الصباح، يقول: سمعتُ أبا ثور، يقول: لو أن رجلاً قال: إنَّ أحمد بن حنبل من أهل الجنة. ما عُنّف على ذلك. وذاك أنه لو قَصد رجل خراسان ونَواحيها لقالوا: أحمد بن حنبل رجل صالح. وكذلك لو قصد الشام ونواحيها لقالوا: أحمد بن حنبل رجل صالح. وكذلك لو قَصد العراق ونواحيها لقالوا: أحمد بن حنبل رجل صالح. وفهذا إجماعٌ، ولو عُنّف هذا على قوله بَطل الإِجماع

عبد الرحمن بن الصباح کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ثور رحمہ اللہ تعالی کو فرماتے ہوئے سنا: اگر کوئی شخص کہے کہ امام احمد بن حنبل جنتی ہیں تو اس پر کوئی سختی نہیں کی جائے گی، کیونکہ اگر کوئی شخص خراسان اور اس کے نواح کا قصد کرے تو لوگ کہیں گے: احمد بن حنبل نیک آدمی ہیں، اگر وہ شام اور اس کے نواحی علاقوں میں جائے تو لوگ کہیں گے: احمد بن حنبل نیک آدمی ہیں، اگر وہ عراق اور اس کے نواح کا قصد کرے تو لوگ کہیں گے: احمد بن حنبل نیک آدمی ہیں ،تو یہ اجماع ہے، لہذا اگر اس شخص کی بات سختی کی جائے گی تو اجماع باطل قرار پائے گا۔[1]

حضرت سیدنا ابو ثور، امام بخاری کے اجل اساتذہ اور امام شافعی کے اجل تلامذہ میں سے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالی۔ آپ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو جنتی کہنے میں اصلا کوئی حرج نہیں جانا بلکہ اس پر دلیل مؤمنوں کی گواہی ذکر کی۔

(1)۔۔:((مناقب الامام احمد صفحہ ۱۶۱))

حضرت سیدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جنتی ہیں:

علامہ عبد القاہر بغدادی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وقالوا فی اویس القرنی رضی اللّٰہ عنه انه من اهل الجنة لورود الخبر بانه خیر التابعین

علما نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ جنتی ہیں کیونکہ ان کے بارے میں خیر التابعین ہونے کی حدیث وارد ہے۔[1]

حضرت محمد بن محمد ابن ابی دلیم رحمہ اللہ ان شاء اللہ عزوجل جنتی ہیں:

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

قال أبو محمد الباجي: من أراد أن ينظر الى رجل من أهل الجنة - إن شاء الله - فلينظر الى محمد بن أبي دليم.

یعنی ابو محمد الباجی فرماتے ہیں: جو چاہتا ہے کسی جنتی کی طرف دیکھے تو اسے چاہیے کہ (عالم فقیہ زاہد ثقہ مامون) محمد بن ابی دلیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی طرف دیکھے۔[2]

ابو العباس الغبريني جنتی ہیں:

ابو العباس احمد بن احمد الغبرینی متوفی ۷۱۴ھ رحمہ اللہ تعالی فقیہ جلیل عابد و متقی ولی مبارک حضرت ہلال بن یونس بن علی الغبرینی رحمہ اللہ تعالی کے بارے میں لکھتے ہیں:

سمعت عن الشيخ أبي زكرياء الزواوي رضي الله عنه إنه كان يقول فيه: "من أراد أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة، فلينظر إلى هلال بن يونس"

میں نے (ولی کامل) شیخ ابو زکریا الزواری رضی اللہ تعالی عنہ کو سنا وہ ان

(1)۔۔:((اصول الدین ۲۸۹))

(2)۔۔:((ترتیب المدارک جلد ۶ صفحہ ۱۵۱))

کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: جو چاہتا ہے کسی جنتی شخص کی طرف دیکھے تو اسے چاہیے کہ ہلال بن یونس کو دیکھے۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

وكان الفقيه أبو زكرياء رضي الله عنه بعيدا أن يصرح بمثل هذا في احد، لأنه كان رجلا الغالب عليه الخوف، نفع الله به.

فقیہ ابوزکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعید ہے کہ وہ کسی کے بارے میں اس طرح صراحت کریں کیوں آپ ایسی ہستی تھے جن پر خوف غالب رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت ہمیں عطا فرمائے۔[1]

یعنی ان کا اس طرح صراحت کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے کسی اور کے بارے میں انہوں نے اس طرح کہا ہو یہ بہت مشکل ہے۔

امام ذہبی کی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے لیے شہادت بالجنۃ:

امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ سیر اعلام النبلاء میں سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا واقعہ نقل کرتے ہیں:

بينا نحن نسوي التراب على قبر عمر بن عبد العزيز، إذ سقط علينا كتاب رق من السماء، فيه: بسم الله الرحمن الرحيم، أمان من الله لعمر بن عبد العزيز من النار.

یوسف بن ماھک کہتے ہیں ہم عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کو مٹی دیکر فارغ ہوئے تھے کہ آسمان سے ایک کھلا کاغذ گرا، جس پر لکھا ہوا تھا: بسم الله الرحمن الرحيم، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر بن عبد العزیز کے لیے جہنم سے امان ہے۔

(1)۔۔:((عنوان الدّراية فيمن عُرف من العلماء في المائة السَّابعة ببجايَة جلد ١ صفحه ١٨٥))

اس واقعے کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی لکھتے ہیں:

قلت: مثل هذه الآية لو تمت، لنقلها أهل ذاك الجمع، ولما انفرد بنقلها مجهول، مع أن قلبي منشرح للشهادة لعمر أنه من أهل الجنة.

میں کہتا ہوں: اس طرح کی نشانی اگر تام ہوتی تو اس مجمع کے کئی افراد اس کو نقل کرتے لیکن اس کو نقل کرنے میں مجہول راوی متفرد ہے۔ البتہ بلا شک عمر (یعنی عمر بن عبد العزیز) کے لیے جنت کی دینے کے لیے مجھے انشراح قلب حاصل ہے۔ (1)

امام ذہبی رحمہ اللہ تعالی سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے جنتی ہونے کی گواہی دینے میں کسی طرح کا تردد محسوس نہیں فرمارہے ہیں۔

دعوتِ اسلامی والوں کے یہاں لگنے والے نعرے اور ان کا ثبوت:

امیر دعوت اسلامی حضرت مولانا الیاس قادری صاحب حفظہ اللہ تعالی نے جو نعرے اہل سنت کے دیئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو نص سے ثابت نہ ہو۔ لہذا چمن زمان صاحب کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔

آئیں آپ کو ہر نعرے کا ثبوت حدیث سے دیتے ہیں۔

ہر صحابی نبی جنتی جنتی کا نعرہ لگانا بالکل جائز اور مطابق عقیدۂ اہلسنت ہے۔ جیسا کہ تفصیل کے ساتھ گزرا۔

حضرت صدیق بھی جنتی جنتی:

حدیث میں ہے:

"أبو بكر في الجنة "حضرت ابو بکر صدیق جنتی ہیں۔ (2)

(1)۔۔:((سیر اعلام النبلاء جلد ۵ صفحہ ۱۴۴))

(2)۔۔:((مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۷۷ رقم الحدیث ۱۶۳۱))

اور عمر فاروق بھی جنتی جنتی:

حدیث میں ہے:

”عمر في الجنة “ عمر فاروق جنتی ہیں۔[1]

حضرتِ عثمان بھی جنتی جنتی:

حدیث میں ہے:

”عثمان في الجنة“ حضرت عثمان جنتی ہیں۔[2]

فاطمہ اور علی جنتی جنتی:

حدیث میں ہے:

”علي في الجنة “ حضرت علی جنتی ہیں۔[3]

حدیث پاک میں ہے:

” فاطمة سيدة نساء أهل الجنة “

حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔[4]

حسن اور حسین بھی جنتی جنتی:

حدیث پاک میں ہے:

”إن الحسن، والحسين سيدا شباب أهل الجنة“

حضرت حسن اور حضرت حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔[5]

ہر زوجۂ نبی جنتی جنتی:

حدیث پاک میں ہے:

”سألت ربي عز وجل أن لا أزوج أحدا من أمتي، ولا أتزوج إلا كان معي في الجنة فأعطاني“

---

(1)۔۔:((المرجع السابق))

(2)۔۔:((المرجع السابق))

(3)۔۔:((المرجع السابق))

(4)۔۔:((فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۸۸ رقم الحدیث ۱۴۰۶))

(5)۔۔:((المرجع السابق))

میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میں اپنی امت میں سے جس سے نکاح کروں یا میرے (گھرانے میں) نکاح کیا جائے تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، اللہ پاک نے میرا سوال پورا فرمادیا۔[1]

اور معاویہ بھی جنتی جنتی:

حضرت سیدتنا ام حرام رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے:

أنها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا

انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وا الہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں غزوہ کرے گا انہوں نے (جنت کو) لازم کرلیا۔

یہ حدیث امام بخاری نے اپنی صحیح میں، امام طبرانی نے معجم کبیر، معجم اوسط اور مسند الشامیین میں، ابن ابی عاصم نے الآحاد والمثانی اور کتاب الجہاد میں، حافظ ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ اور حلیۃ الاولیاء میں، امام حاکم نے مستدرک میں، امام بغوی نے شرح السنہ میں امام بیہقی نے دلائل النبوہ اور دیلمی نے فردوس میں روایت کی ہے۔[2]

اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی العلل المتناہیہ پر اپنی تعلیقات میں فرماتے ہیں:

أقول وبالله التوفيق: قد فتح الله بمنه وكرمه علي حديثا صحيحا يشهد لمعاوية بالجنة، أخرج

(1)۔۔:((المستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۱۴۸ رقم ۴۶۶۷))

(2)۔۔:((صحيح البخاري ج ٤ ص ٤٢ رقم ٢٩٢٤ باب ما قيل في قتال الروم))((المعجم الأوسط ج ٧ ص ٤٨ رقم ٦٨١٢))((مسند الشاميين ج ١ ص ٢٥٧ رقم ٤٤٥))((كتاب الجهاد لابن أبي عاصم ج ٢ ص ٦٦٢ رقم ٢٨٤))((الاحاد والمثاني ج ٦ ص ٩٨ رقم ٣٣١٣))((حلية الأولياء ج ٢ ص ٦٢))((معرفة الصحابة ج ٨ ص ٣٤٨٠ رقم ٧٨٩٥))((شرح السنة ج ١٣ ص ٣١٢ رقم ٣٧٣١))((الفردوس بمأثور الخطاب ج ٣ ص ٣٨ رقم ٤٠٩١))

البخاري عن عمير بن الأسود العنسي عن أم حرام -رضي الله تعالى عنها- أنها سمعت النبي -صلى الله تعالى عليه وآله وسلم- يقول:((أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا)) قالت أم حرام: قلت: يا رسول الله! أنا فيهم؟ قال: ((أنت فيهم))[1]
ومعلوم أن هذا الغزو كان في خلافة سيدنا عثمان -رضي الله تعالى عنه- بإمارة معاوية -رضي الله تعالى عنه- فقد ثبت أنه من الذين وجبت لهم الجنة، وكان أميرا عليهم یعنی اللہ عزوجل کی توفیق سے میں کہتا ہوں:
اللہ تعالی نے اپنے احسان اور کرم سے مجھے حدیث صحیح پر مطلع فرمایا جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے جنتی ہونے کی گواہی دیتی ہے۔
امام بخاری، عمیر بن اسود العنسی کے طریق سے اور وہ حضرت سیدتنا ام حرام رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندر میں غزوہ کرے گا انہوں نے واجب کرلی (یعنی جنت) ام حرام رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ میں ان میں سے ہوں؟ فرمایا: تم ان میں سے ہو۔
اور یہ بات معلوم ہے کہ یہ غزوہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی امارت میں ہوا تھا۔ لہذا ثابت ہوا آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لیے

(1)۔۔:((صحيح البخاري ج ٤ ص ٤٢ رقم ٢٩٢٤ باب ما قيل في قتال الروم ، طبع دار المنهاج، الطبعة الثالثة ١٤٣٦ھ ، تحقيق الشيخ محمد زهير بن محمد ناصر الناصر))

جنت واجب ہوئی اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ توان کے امیر تھے۔[1]

اور ابو سفیان بھی جنتی جنتی:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سعید بن عبید الثقفی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں:

میں نے حضرت ابو سفیان کو طائف کے دن پتھر مارا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی، وہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی: میری یہ آنکھ اللہ تعالی کی راہ میں جاتی رہی، حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کروں تو تمہاری آنکھ لوٹا دی جائے، اور اگر چاہو تو جنت (میں داخلہ قبول کرلو) انہوں نے عرض کی: جنت چاہیے۔[2]

---

(1)۔۔:((تعلیقات الإمام أهل السنة على العلل المتناهية ص ٥ مخطوط))تعلیقات کا یہ کلام مفتی حسان عطاری صاحب کی تحریر سے لیا گیا ہے۔

(2)۔۔:((الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۴))